(۲) داؤدی نے یہ جواب دیا ہے کہ عام مسلمانوں کو قبر میں فرشتوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے زندہ کیا جاتا ہے' پھر ان پر موت طاری کی جاتی ہے' اس طرح ان پر دوبار موت آتی ہے' اللہ تعالیٰ اس طرح آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا (یعنی آپ قبر میں قیامت تک زندہ رہیں گے)۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس طرح آپ کو دوبارہ موت نہیں دے گا کہ آپ کے نفس پر بھی موت آئے اور آپ کی شریعت پر بھی موت آئے۔

(۴) موت سے مجازاً سکرات الموت کی تکلیف مراد ہے یعنی آپ پر دوبارہ یہ تکلیف نہیں آئے گی' ایک بار تو آپ نے سکرات الموت کی تکلیف اٹھائی' اب دوبارہ آپ پر یہ تکلیف نہیں آئے گی۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۰۳' دار المعرفہ' بیروت' ۱۴۲۶ھ)

علامہ بدرالدین عینی حنفی نے بھی ان ہی جوابات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰)

حضرت ابوبکر کے اس قول کا آیت سے تعارض کا جواب

اس جگہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا' حالانکہ قرآن مجید میں ہے: قیامت کے دن لوگ کہیں گے:

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ. (المؤمن: ۱۱) تو نے دوبار ہم پر موت طاری کی اور دوبار زندہ کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور مفسرین کے مطابق پہلی موت سے مراد وہ نطفہ ہے جو باپ کی پشت میں ہوتا ہے اور وجود سے پہلے انسان کے عدم کو موت سے تعبیر فرمایا' دوسری موت سے مراد طبعی موت ہے جو وقت مقررہ پر آتی ہے' سو اس معنی میں دو موتیں حضرت ابوبکر کے قول کے معارض نہیں ہے اور دو زندگیوں میں سے پہلی زندگی دنیا کی زندگی اور دوسری زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں دائمی حیات کے متعلق محدثین کی تصریحات

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے جو شخص (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا تو بے شک (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو موت آگئی اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے' اس کو موت نہیں آئے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بعض گم راہ فرقے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب زندہ نہیں ہیں اور عام لوگوں کی طرح معاذ اللہ آپ اپنی قبر میں مردہ ہیں' ہمارے ہاں کراچی میں غیر مقلدین ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پر بڑے بڑے اشتہار چھپ کر چسپاں کرتے ہیں' جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ لکھا ہوتا ہے اور وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اب آپ زندہ نہیں ہیں' اس لیے ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے علماء امت نے کیا سمجھا ہے:

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو قبر میں حیات ہے اس پر موت نہیں آئے گی بلکہ آپ مسلسل زندہ رہیں گے اور انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۶۰۷' دار المعرفہ' بیروت' ۱۴۲۶ھ)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر نے جو کہا تھا: اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا' اس سے وہ دو موتیں مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہر شخص پر آتی ہیں' پس بے شک انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں موت نہیں آتی بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں اور باقی مخلوق پر قبر میں موت آتی ہے اور وہ قیامت کے دن زندہ کیے جائیں گے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۲۵۷' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

حافظ شمس الدین محمد عبد الرحمان السخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں:

ان احادیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائماً زندہ ہیں اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور امام بیہقی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں' وہ نماز پڑھتے ہیں۔

(القول البدیع ص ۳۴۳' مکتبۃ المؤید)

علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو' اور یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء زندہ ہیں' اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں' امام بیہقی نے کہا: انبیاء علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر ہونا عقلاً جائز ہے جیسا کہ خبر صادق میں وارد ہے۔ (مرقات ج ۳ ص ۶۰ ۳' المکتبۃ الحقانیہ' پشاور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

حیات انبیاء متفق علیہ ہے' کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے' یہ حیات جسمانی' دنیاوی' حقیقی ہے نہ کہ حیات معنوی روحانی' جیسا کہ شہداء کی ہے' نیز آپ نے فرمایا: اللہ نے انبیاء کے اجسام کھانے کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ' مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۷)

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اس موت کے طاری ہونے کے بعد آپ پر دوسری بار موت نہیں آئے گی اور اس کے بعد اللہ آپ کو زندہ کر دے گا' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے چالیس روز تک قبر میں چھوڑے رکھے' اس کے بعد دائمی حیات ہوگی اور موت طاری نہیں ہوگی۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۴' مکتبہ نوریہ رضویہ' سکھر)

شیخ نورالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۷۳ھ لکھتے ہیں:

قول مختار و مقرر جمہور یہ ہے کہ انبیاء موت کو چکھنے کے بعد دنیاوی حیات کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔

(تیسیر القاری ج ۳ ص ۲۶۲' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی اس موت کے بعد اللہ آپ کو حیات ابدی کے ساتھ زندہ کر دے گا' اس کے برخلاف تمام مسلمانوں کو منکر نکیر کے سوال کے وقت زندہ کیا جاتا ہے' پھر مار دیا جاتا ہے۔ (تیسیر القاری ج ۳ ص ۲۲۱۔ ۲۲۲' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں دائمی حیات کے متعلق فقہاء کی تصریحات

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

محققین کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ تمام لذتوں اور عبادات کے ساتھ نفع پاتے ہیں' البتہ کوتاہ بینوں کی نظروں سے آپ حجاب میں ہیں۔ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح ج ۲ ص ۳۲۸' المکتبۃ الغوثیہ' کراچی)

علامہ سید احمد الطحطاوی المتوفی ۱۲۳۱ھ اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

جب کوئی شخص قریب سے آپ پر درود شریف پڑھے تو آپ خود سنتے ہیں اور جب دور سے پڑھے تو فرشتے آپ کو پہنچا دیتے ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ج ۲ ص ۳۲۸' المکتبۃ الغوثیہ)

علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز شامی متوفی ۱۲۵۸ھ لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (ردالمحتار ج ۶ ص ۱۸۶ 'دار احیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۱۹ھ)

صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے' کھاتے پیتے ہیں' جہاں چاہتے آتے جاتے ہیں' تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کے لیے ان پر موت طاری ہوئی' پھر بدستور زندہ ہو گئے' ان کی حیات' حیات شہداء سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے' فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا' اس کی بی بی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے' بخلاف انبیاء کے کہ وہاں یہ جائز نہیں۔

(بہار شریعت ج ۱ ص ۱۰ 'مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دائمی حیات کے متعلق علماء دیوبند کی تصریحات

بانیٔ مدرسہ دیوبند شیخ محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کی موت میں بھی مثل حیات فرق ہے' ہاں! فرق ذاتیت وعرضیت مقصود نہیں' وجہ اس فرق کی وہی تفاوت حیات ہے' یعنی حیات نبوی بوجہٴ ذاتیت قابل زوال نہیں اور حیات مؤمنین بوجہ عرضیت قابل زوال ہے' اس لیے وقت موت حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زائل نہ ہوگی' ہاں مستور ہو جائے گی اور حیات مؤمنین ساری یا آدھی زائل ہو جاوے گی۔ سو درصورت تقابل عدم و ملکہ اس استتار حیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مثل آفتاب سمجھئے کہ وقت کسوف قمر بے اوٹ میں حسب مزعوم حکماء اس کا نور مستور ہو جاتا ہے' زائل نہیں ہوتا' یا مثل شمع چراغ خیال فرمایئے کہ جب اس کو کسی ہنڈیا یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سرپوش رکھ دیجئے تو اس کا نور بالبداہت مستور ہو جاتا ہے' زائل نہیں ہو جاتا اور دوبارہ زوال حیات مؤمنین کو مثل قمر خیال فرمایئے کہ وقت خسوف اس کا نور زائل ہو جاتا ہے یا مثل چراغ سمجھئے کہ گل ہو جانے کے بعد اس میں نور بالکل نہیں رہتا۔

(آب حیات ص ۱۸۵۔ ۱۸۴ 'مطبوعہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ' ملتان' ۱۴۱۳ھ)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آنے سے آپ کی حیات زائل نہیں ہوئی' لوگوں کی نگاہوں سے چھپ گئی تھی اور عام مسلمانوں پر موت آنے سے ان کی حیات ساری یا آدھی زائل ہو جاتی ہے۔

شیخ محمد یوسف لدھیانوی متوفی ۲۰۰۰ء لکھتے ہیں:

الغرض! میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں' یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے' جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں' ان کا اکابر علماء دیوبند اور امامتین امت کی تصریحات کے مطابق علماء دیوبند سے تعلق نہیں' اور میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۳ 'مکتبہ لدھیانوی' کراچی' ۲۰۰۲ء)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق علماء غیر مقلدین کی تصریحات

قاضی محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی روح آپ سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث میں ہے: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۳۹ 'دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۰۸ھ)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں' جیسا کہ حدیث میں ہے: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں' اس حدیث کو امام

بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے اور اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے۔

استاذ ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین متکلمین نے کہا ہے کہ نبی ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کو اپنی قبروں میں رزق دیا جاتا ہے اور نبی ﷺ بھی شہداء میں سے ہیں۔ (السراج الوہاج ج ۳ ص ۳۲۹-۳۲۸' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۵ھ)

نیز نواب صاحب نے لکھا ہے:

قبر میں آپ کو ضغطہ نہ ہوا وکذا لک الانبیاء حالانکہ اس ضغطہ سے کوئی صالح وغیرہ سالم نہیں رہتا اور نہ سباع آپ کا جسد کھا سکتے ہیں' وکذا لک الانبیاء اور کسی مضطر کو میتہ نبی کا کھانا جائز نہیں ہے اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں' اندر اوس کے اذان و اقامت کے ساتھ' وکذا لک الانبیاء ولہٰذا یہ بات کہی ہے کہ آپ کی ازواج پر عدت نہیں ہے اور آپ کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو صلوٰۃ مصلین آپ کو پہنچاتا ہے ''اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آله وبارك وسلم'' اعمال امت آپ پر عرض کیے جاتے ہیں' آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص ۵۲' ۱۳۰۵ھ)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی متوفی ۱۹۰۳ء لکھتے ہیں:

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آں حضرت ﷺ کہ فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں' چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے' لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۲' مکتبہ ثنائیہ المعارف الاسلامیہ' گوجرانوالہ)

قرآن مجید کی آیات سے نبی ﷺ کی بعد از وفات حیات پر استدلال

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ (البقرۃ: ۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۝

نبی ﷺ بھی شہید ہیں' آپ کو جو خیبر میں زہر دیا گیا تھا اسی کے اثر سے آپ کی وفات ہوئی' حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جس مرض میں آپ کی موت ہوئی' اس میں آپ فرما رہے تھے: اے عائشہ! میں مسلسل اس طعام کا درد محسوس کر رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور یہ وقت ہے کہ اس زہر کے اثر سے میں اپنے دل کی رگ کے کٹنے کو پا رہا ہوں۔ (صحیح البخاری: ۴۴۲۸)

اس سے معلوم ہوا آپ شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں بلکہ آپ افضل الشہداء ہیں اور آپ کی حیات شہداء کی حیات سے افضل ہے' نیز قرآن مجید میں ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (البقرۃ: ۱۴۳)

اور ہم نے اسی طرح تمہیں افضل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تمام امت کے اعمال پر گواہ ہیں اور گواہی دینا بغیر حیات کے متصور نہیں ہے' سو اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ قبر انور میں زندہ ہیں اور اعمال امت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

اور قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الانعام: ۱۶۲)

آپ کہیے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ○

شہید وہ ہوتا ہے جس کی موت اللہ کے لیے ہو اور وہ زندہ ہوتا ہے اور آپ کی تو موت اور حیات دونوں اللہ کے لیے ہیں تو آپ تو بہ طریق اولیٰ زندہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات کے ثبوت میں احادیث

امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ (مسند ابویعلیٰ: ۳۴۲۵' حیاۃ الانبیاء للبیہقی ص ۳' سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۶۲۱' مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱' المطالب العالیہ: ۳۴۵۲' تاریخ دمشق الکبیر: ۳۵۱۱- ج ۱۵ ص ۱۵۹' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۲۱ھ)

ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ ثابت بنانی نے حمید الطویل سے پوچھا: کیا تمہیں یہ علم ہے کہ انبیاء کے سوا بھی کوئی اپنی قبروں میں نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! (حلیۃ الاولیاء: ۲۵۶۷' طبع جدید' دارالکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۱۸ھ)

امام ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے تمام دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے' تم اس دن میں مجھ پر بہ کثرت صلوٰۃ پڑھا کرو' کیونکہ تمہاری صلوٰۃ (درود شریف) مجھ پر پیش کی جاتی ہے' صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر ہماری صلوٰۃ کیسے پیش کی جائے گی حالانکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کے کھانے کو حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابوداؤد: ۱۰۴۷' سنن نسائی: ۱۳۷۳' سنن ابن ماجہ: ۱۰۸۵' مسند احمد ج ۴ ص ۸' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۹' المستدرک ج ۴ ص ۵۶۰' کنز العمال: ۲۳۳۰۱' البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۸۰۵' دارالفکر' بیروت' ۱۴۱۸ھ' سنن ابن ماجہ اور البدایہ والنہایہ میں اس حدیث کے بعد یہ بھی مذکور ہے: اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ: ۱۶۳۷' البدایہ ج ۴ ص ۲۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا' اس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے (اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ دور سے خود نہیں سن سکتے کیونکہ یہ بھی حدیث میں ہے کہ کوئی شخص کہیں سے بھی درود پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ (جلاء الافہام) فرشتہ کا درود پہنچانا آپ کے یا درود کے اعزاز واکرام کے لیے ہے' جیسے فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس اعمال پہنچاتے ہیں)۔

(شعب الایمان: ۱۵۸۳' مشکوٰۃ: ۹۳۴' کنز العمال: ۲۱۶۵' جمع الجوامع: ۲۲۳۵۶)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نبی ﷺ نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی ہے' وہ میری قبر پر کھڑا ہوا ہے۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ۸۹۰۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا' اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری کرتا ہے' ستر آخرت کی حاجتیں اور تیس دنیا کی حاجتیں اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں داخل کرتا ہے' جیسے تمہارے پاس ہدیے اور تحفے داخل ہوتے ہیں اور میری وفات کے بعد بھی میرا علم اسی طرح ہے جس طرح میری حیات میں تھا۔ (کنز العمال: ۲۲۴۲' جمع الجوامع: ۲۲۳۵۵' اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۲۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کو چالیس راتوں کے بعد ان کی قبروں میں نہیں چھوڑا جاتا لیکن وہ اللہ سبحانہ کے سامنے نماز پڑھتے ہیں حتیٰ کہ صور میں پھونکا جائے۔ (جمع الجوامع: ۴۹۹۰' کنز العمال: ۳۲۲۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے! عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے' درآں حالیکہ وہ امام عادل ہوں گے' وہ ضرور صلیب کو توڑ دیں گے اور وہ ضرور خنزیر کو قتل کریں گے اور وہ ضرور لڑنے والوں کے درمیان صلح کرائیں گے اور وہ ضرور کینہ اور بغض کو دور کریں گے اور ضرور ان پر مال پیش کیا جائے گا' سو وہ اس کو قبول نہیں کریں گے' پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر پکاریں: یا محمد! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔ (مسند ابویعلیٰ: ۶۵۸۴' حافظ الہیثمی نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے' مجمع الزوائد ج ۸ ص ۵' المطالب العالیہ: ۴۵۷۴۔ ج ۴ ص ۲۴)

سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ایام حرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن تک اذان نہیں دی گئی اور نہ جماعت کھڑی ہوئی اور سعید بن المسیب مسجد سے نہیں نکلے اور انہیں نماز کے وقت کا صرف اس آواز سے پتا چلتا تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے آتی تھی۔

(سنن الدارمی: ۹۴' مشکوٰۃ: ۵۹۵۱)

حافظ سیوطی فرماتے ہیں: یہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر دلالت کرتی ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام کی حیات پر بھی' اور اللہ تعالیٰ نے شہداء کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۚ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۶۹) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں ان کو ان کے رب کے پاس سے روزی دی جاتی ہے ۝

اور جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام جو ان سے بہت افضل اور اجل ہیں وہ بہ طریق اولیٰ زندہ ہیں اور بہت کم کوئی نبی ایسا ہوگا جس میں وصف شہادت نہ ہو' لہٰذا شہداء کی حیات کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نو بار یہ قسم کھاؤں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا گیا تو میرے نزدیک اس سے بہتر یہ ہے کہ میں ایک بار یہ قسم کھاؤں کہ آپ کو قتل نہیں کیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے۔ (مسند ابویعلیٰ: ۵۲۰۷' مجمع الزوائد ج ۸ ص ۵۔ ۴' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۱' المستدرک ج ۳ ص ۵۸' جامع المسانید والسنن مسند ابن مسعود: ۶۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تھے' اس میں آپ فرماتے تھے: اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کا درد محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا (اس طعام میں زہر ملا ہوا تھا) اور اس زہر کی وجہ سے اب میری رگ حیات کے منقطع ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ (صحیح البخاری: ۴۴۲۸' جامع المسانید والسنن مسند عائشہ: ۵۰۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے متعلق مستند علماء کی تصریحات اور مزید احادیث

حافظ سیوطی فرماتے ہیں: پس قرآن مجید کی صریح عبارت سے یا مفہوم موافق سے یہ ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ امام بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں کو قبض کرنے کے بعد ان کی روحوں کو لوٹا دیا جاتا ہے' پس وہ اپنے رب کے سامنے شہداء کی طرح زندہ ہیں۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ نے اپنے شیخ احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ ھ سے نقل کر کے کہا ہے کہ موت عدم محض نہیں ہے' وہ صرف ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل ہونے اور اپنی موت کے بعد زندہ

ہوتے ہیں اور وہ خوش و خرم ہوتے ہیں اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے اور جب شہداء کو حیات حاصل ہے تو انبیاء علیہم السلام تو ان سے زیادہ حیات کے حق دار ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی اور معراج کی شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر بھی دی ہے کہ جو شخص بھی آپ کو سلام کرتا ہے آپ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں اور ان تمام احادیث کے مجموعہ سے یہ قطعی یقین حاصل ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا یہ معنی ہے کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں' ہر چند کہ وہ زندہ ہیں اور موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں کی طرح ہے' وہ بھی زندہ اور موجود ہیں اور ہماری نوع انسان میں سے کوئی شخص ان کو نہیں دیکھتا ماسوا اولیاء اللہ کے' جن کو اللہ تعالیٰ نے کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ (التذکرہ ج ۱ ص ۲۶۵۔ ۲۶۴' مطبوعہ دار البخاری' ۱۴۱۷ھ)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۶۸ھ کے شیخ علامہ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ ہیں اور ان کی یہ مذکور الصدر عبارت ''المفہم شرح مسلم'' ج ۶ ص ۲۳۴۔ ۲۳۳' مطبوعہ دار ابن کثیر' بیروت' ۱۴۱۷ھ میں موجود ہے۔

اس کے بعد حافظ سیوطی لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے متکلمین اور محققین یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی عبادات سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں سے ناخوش ہوتے ہیں اور آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر درود پڑھتا ہے' آپ اس کو سنتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا جسم بوسیدہ نہیں ہوتا اور زمین اس میں سے کسی چیز کو نہیں کھاتی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ نے پہلے آسمان میں حضرت آدم کو' دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو اور تیسرے آسمان میں حضرت یوسف کو اور چوتھے آسمان میں حضرت ادریس کو اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون کو اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ کو اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ (صحیح مسلم: ۱۶۴) ان وجوہ سے ہمارے لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔

اور اصحاب نے جو یہ کہا ہے کہ آپ اپنی امت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے گناہوں سے رنجیدہ ہوتے ہیں' اس کی اصل یہ احادیث ہیں:

بکر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے' تم باتیں کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث بیان کی جاتی ہے اور جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی' مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں' جب میں نیک عمل دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب برا عمل دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۴' دار صادر' بیروت' ۱۳۸۸ھ' المطالب العالیہ ج ۴ ص ۲۳۔ ۲۲' کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۷' الجامع الصغیر ج ۱ ص ۵۸۲' البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۵۷' دار الفکر' بیروت' ۱۴۱۸ھ' مسند احمد: ۳۶۶۶' دار الفکر' مسند البزار: ۸۴۵' حافظ الہیثمی نے کہا: مسند البزار کی سند صحیح ہے' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴)

خراش بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات تمہارے لیے بہتر ہے' حیات اس لیے بہتر ہے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور میری وفات اس لیے بہتر ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں' سو جو نیک عمل ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جو برے عمل ہوتے ہیں تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۳ ص ۹۳۵' دار الفکر' العلل المتناہیہ لابن الجوزی ص ۸۱۰' مطبوعہ مصر' ۱۳۶۹ھ)

حافظ سیوطی لکھتے ہیں: حافظ ابوبکر بیہقی نے ''کتاب الاعتقاد'' میں کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام روحوں کے قبض کیے جانے کے بعد اپنے رب کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہوتے ہیں' ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی ایک جماعت کو دیکھا ہے اور ان کی امامت کی ہے اور آپ نے یہ خبر دی ہے کہ ہمارا درود اور سلام ان تک پہنچایا جاتا ہے اور آپ کی خبر صادق ہے۔ (انباء الاذکیاء ص ۷)

حافظ بیہقی نے جو کہا ہے کہ ہمارا درود اور سلام آپ کو پہنچایا جاتا ہے' اس کے متعلق یہ احادیث ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ زمین میں سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں تاکہ وہ میری اُمت کا سلام مجھے پہنچائیں۔

(سنن نسائی: ۱۲۸۱' مسند احمد: ۴۲۱۰۔ ج ۲' دار الفکر' البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۲' دار الفکر' ۱۴۱۸ھ' جامع المسانید والسنن مسند ابن مسعود: ۹۹)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر فرشتے پیش کیے جاتے ہیں اور جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے' اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو' ہم نے پوچھا: آپ کی وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا: میری وفات کے بعد بھی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کھانے کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۶۳' مطبوعہ دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۱۷ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن احد یسلم علی الا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام.

جو شخص بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

(سنن ابوداؤد: ۲۰۴۱' مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۴۵' مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲' مشکوٰۃ: ۹۲۵' الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۹۹' کنز العمال: ۲۲۰۰۰)

سلام کے وقت آپ کی روح کو لوٹانے کی حدیث کے اشکال کے جوابات

حافظ سیوطی فرماتے ہیں: اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی آپ کسی سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے بدن میں روح کو لوٹا دیتا ہے اور پھر روح کو نکال لیا جاتا ہے اور چونکہ آپ کو بار بار سلام کیا جاتا ہے تو گویا بار بار آپ کے جسم سے روح نکالی جاتی ہے اور بار بار داخل کی جاتی ہے اور یہ عمل آپ کے لیے شدید تکلیف کا موجب ہے اور روح کا نکالنا موت کے معنی میں ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بار بار موت آتی ہے اور یہ ان احادیث کے خلاف ہے جن سے آپ کی حیات مستمر ثابت ہے' جن کو ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں' اس اشکال کے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حسب ذیل جوابات منکشف کیے ہیں:

(۱) ''الا رد اللّٰہ علی روحی'' جملہ حالیہ ہے اور عربی قواعد کے مطابق اس سے پہلے ''قد'' کا لفظ محذوف ہے' جیسے قرآن مجید میں ہے: ''حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ'' (النساء: ۹۰) اس سے پہلے بھی لفظ ''قد'' محذوف ہے اور اس کا معنی ہے: یا وہ تمہارے پاس اس حال میں آئیں کہ تم سے لڑنے کے لیے بھی ان کے دل تنگ ہوں۔ اسی طرح اس حدیث کا بھی معنی ہے: جو شخص بھی مجھے سلام کرتا ہے وہ اس حال میں سلام کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ روح لوٹا چکا ہوتا ہے' اور اب یہاں پر ''رد اللّٰہ'' کا جملہ ماضی کے معنی میں ہے کیونکہ اشکال اس وقت ہوتا جب ''رد اللّٰہ'' حال یا استقبال کے معنی میں ہوتا اور اس سے بار بار روح کا لوٹانا لازم آتا' اس سے ایک تو یہ لازم آتا کہ جسم سے بار بار روح کے نکلنے سے آپ کو بار بار درد ہوتا اور یہ آپ کی تکریم کے خلاف ہے' نیز یہ حیات شہداء کے خلاف ہے' کیونکہ شہداء کی حیات مستمر ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ لائق ہیں کہ آپ کی حیات مستمر ہو

اور تیسری خرابی یہ ہے کہ یہ معنی قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ صرف دو بار موت اور دو بار حیات ہے اور اس صورت میں بہ کثرت موتیں اور حیاتیں لازم آئیں گی اور چوتھی خرابی یہ ہے کہ یہ معنی ان احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہے' جن سے آپ کی حیات مستمر ثابت ہے اور جو معنی قرآن مجید اور احادیث متواترہ کے خلاف ہو' اس کی تاویل کرنا واجب ہے۔

(۲) اس حدیث میں لفظ ''رد'' ''صیرورۃ'' کے معنی میں ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: ''قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ'' (الاعراف:۸۹) ''عدنا'' کا لفظ ''عود'' سے بنا ہے اور ''عود'' کا معنی ہے: لوٹنا' اگر یہاں عود اپنے معنی میں ہو تو اس کا معنی ہوگا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کفار سے فرمایا: اگر ہم تمہارے دین میں لوٹ جائیں تو ہم اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں گے اور کفار کے دین میں لوٹ جانا اس کو مستلزم ہے کہ حضرت شعیب پہلے بھی ان کے دین میں تھے اور یہ معنی باطل ہے' اس لیے اس آیت میں ''عدنا'' کا لفظ ''صرنا'' کے معنی میں ہے یعنی اگر ہم تمہارے دین میں ہو جائیں تو پھر ہم اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں گے' اسی طرح اس حدیث کا معنی ہے: جب کوئی شخص مجھ کو سلام کرتا ہے تو اس وقت میری روح مجھ میں ہوتی ہے۔

(۳) روح کو لوٹانے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی روح کو سلام کے جواب کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ احوالِ برزخ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے رب کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں تو آپ کو سلام کرنے والے کے جواب کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے۔

(۴) روح کو لوٹانا آپ کی حیات کے دوام اور استمرار سے کنایہ ہے کیونکہ دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ سے کوئی نہ کوئی شخص آپ کو سلام عرض کر رہا ہوتا ہے تو آپ ہر وقت کسی نہ کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو ہر وقت آپ کو حیات حاصل ہوتی ہے۔

(۵) ردِّ روح سے مراد یہ ہے کہ سلام کے وقت اللہ تعالیٰ آپ کے نطق کو اس کے جواب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

(۶) ردِّ روح سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی آپ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو غیر معمولی سماعت عطا فرماتا ہے اور کوئی شخص کہیں سے بھی سلام کرے آپ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۷) ردِّ روح سے مراد یہ ہے کہ آپ عالم ملکوت کے مشاہدہ میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے جواب کی طرف فارغ کر دیتا ہے۔

(۸) روح سے خوشی اور فرحت مراد ہے جیسے قرآن مجید میں ہے: ''فروح وریحان'' (الواقعہ:۸۹) یعنی جو شخص مقرب ہو' اس کے لیے راحت اور خوشی ہے' اسی طرح اس حدیث کا معنی ہے: جب کوئی شخص آپ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی فرحت اور راحت کو تازہ کر دیتا ہے۔

(۹) ردِّ روح سے مراد ہے: صلوٰۃ کے ثواب کو آپ کی طرف لوٹانا یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور انعامات کو آپ پر لوٹاتا رہتا ہے۔

(۱۰) امام راغب نے ''رد'' کا ایک معنی تفویض بھی لکھا ہے' اس صورت میں حدیث کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے سلام کے جواب کو آپ کی طرف مفوض کر دیا ہے یعنی اس کی طرف رحمت کے لوٹانے کو' جیسا کہ حدیث میں ہے: جو شخص مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ اس پر دس صلوات بھیجتا ہے' یعنی اس پر دس رحمتیں بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف مفوض کر دیا ہے اور آپ کی اس پر رحمت یہ ہے کہ آپ اس کی شفاعت فرمائیں۔

(۱۱) روح سے مراد وہ رحمت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں آپ کی امت کے لیے ہے' یعنی آپ کو آپ کی اس رحمت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

(۱۲) ردّ روح سے مراد یہ ہے کہ آپ اعمالِ برزخ میں مشغول ہوتے ہیں' مثلاً اعمالِ امت کو ملاحظہ فرماتے ہیں' ان کے نیک اعمال پر اللہ کی حمد کرتے ہیں اور ان کے بُرے اعمال پر استغفار فرماتے ہیں' ان سے مصائب دور ہونے کی دعا کرتے ہیں' اطرافِ زمین میں برکت پہنچانے کے لیے آمد و رفت جاری رکھتے ہیں' اور امت کے جو صالحین فوت ہو جاتے ہیں ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے ہیں' یہ تمام اُمور اشغالِ برزخ سے ہیں' جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں' تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان اشغالِ برزخ سے ہٹا کر سلام کے جواب دینے کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

(انباء الاذکیاء میں ۱۳' حافظ سیوطی کی ترتیب سے اس جواب کا نمبر دس ہے' ہم نے تلخیص کی سہولت سے جوابات کی ترتیب بدل دی ہے)

(۱۳) روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبرِ انور پر مقرر کر دیا ہے جو امت کا سلام آپ تک پہنچاتا ہے۔

(۱۴) ہو سکتا ہے کہ آپ کو ابتداء میں یہی بتایا گیا ہو کہ جواب کے وقت آپ کی روح جسد میں لوٹائی جائے گی' بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات میں ترقی فرمائی اور آپ پر وحی فرمائی کہ آپ کو حیات ہمیشہ حاصل رہے گی۔

حافظ سیوطی نے پندرہ جوابات ذکر فرمائے ہیں' ان میں سے پہلے جواب کو انہوں نے بہت کمزور قرار دیا تھا' یعنی راویوں کو اس حدیث کی عبارت میں وہم ہوا ہے' ہم نے اس جواب کا ذکر نہیں کیا اور دوسرے جواب سے ابتداء کی' اس لیے چودہ جواب ذکر کیے ہیں اور جوابات کی ترتیب بھی ہم نے اپنی سہولت سے قائم کی ہے اور یہ جوابات انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء میں ص۱۶۔۸ میں درج ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حافظ سیوطی کی عبارت کا ترجمہ نہیں ہے' بلکہ ان کی عبارت کا خلاصہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی حیات کے مظاہر

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس امت کے ایک سے زیادہ کاملین نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ سے بیداری میں فیض حاصل کیا ہے' شیخ سراج الدین بن الملقن نے "طبقات الاولیاء" میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے بیان کیا ہے کہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی' آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم خطاب کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں عجمی شخص ہوں' فصحاء بغداد کے سامنے کیسے کلام کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو' میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور آپ نے فرمایا: لوگوں سے کلام کرو اور انہیں حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے دین کی دعوت دو پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا' میرے پاس بہت مخلوق آئی اور مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا' پھر میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کی' جو میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہوئے تھے' آپ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! کلام کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا: اے میرے والد گرامی! مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا' آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو' میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا' میں نے کہا: آپ نے سات بار مکمل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے' پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔

نیز شیخ سراج الدین نے لکھا ہے کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اور بیداری میں بہ کثرت زیارت کرتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیند اور بیداری میں اکثر افعال حاصل کیے اور ایک بار انہوں نے ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت کی' ان باریوں میں سے ایک بار میں آپ نے فرمایا: اے خلیفہ! میری زیارت کے لیے بے قرار نہ ہوا کرو' کیونکہ بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت میں فوت ہو گئے اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے "لطائف المنن" میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے شیخ ابو العباس مرسی سے کہا: اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیجئے' انہوں نے کہا: میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا' اور شیخ مرسی نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پلک جھپکنے کی مقدار بھی میری نظروں سے اوجھل ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کرتا' اس قول کی مثل اور بہت سے اولیاء سے منقول ہے۔